قادیانی مراکز

(تحریر)
محمود مرزا جہلمی
چیف ایڈیٹر ہفت روزہ صدائے مسلم لاہور

لاہور کے علاقہ گڑھی شاہو اور ماڈل ٹاؤن میں قادیانی مراکز میں ایسے وقت میں تخریب کاری اور دہشت گردی کے واقعات رونما ہوئے جب قادیانی لوگ اپنی مذہبی رسومات ادا کر رہے تھے۔ ہم اس واقعہ کی غیر مشروط مذمت کرتے ہیں۔ وہ اس ملک کی غیر مسلم اقلیت ہیں اور آئینی اور قانونی طور پر ہمارے اہل ذمہ ہیں اور ان تمام حقوق، مراعات اور تحفظ کے حق دار ہیں جو اسلام ذمیوں کو عطا کرتا ہے۔ یہ کام بھارتی ''را'' نے کیا کرایا یا کسی اور ایجنسی نے! جس نے بھی کیا بہت برا کیا۔ اس سے اسلام اور اہل اسلام کے سرمایہ عزت میں نقص آیا اور پہاڑوں، سمندروں، آسمانوں اور زمینوں پر محیط ہماری وسیع القلبی، برداشت اور رواداری پر حرف آیا۔ ہم یہاں اللہ تعالیٰ کی قرآنی پالیسی کا حوالہ دینا ضروری خیال کرتے ہیں جو ہم سب کیلئے بلاچون وچرا واجب الاطاعت اور موجب رشد وہدایت ہے۔ ﴿ولولا دفع الله الناس بعضهم ببعض لهدمت صوامع وبيع وصلوٰت ومسجد يذكر فيها اسم الله كثيرًا﴾ [الحج: ۴۰] ''اور اگر اللہ تعالیٰ، لوگوں کا ایک دوسرے (کے ہاتھ سے) زور نہ تڑواتا رہتا تو عیسائیوں کے گرجا گھر، ان کی خانقاہیں، یہود کے معابد اور مساجد جن میں اللہ کا نام کثرت سے لیا جاتا ہے، سب منہدم ہو گئے ہوتے''۔

دیکھئے، تمام مذاہب کے عبادت خانوں کو محفوظ اور قائم رکھنے کیلئے، اللہ تعالیٰ ایک فسادی گروہ کا زور صالح گروہ کے ہاتھوں ختم کراتا ہے تاکہ کوئی مفسد ان کو منہدم نہ کر ڈالے۔ ان میں ہماری اپنی مساجد بھی شامل ہیں۔ ان معابد کو قائم رکھنا اور انہیں انہدام وتخریب سے محفوظ رکھنا، اللہ تعالیٰ کی منشائے کریم ہے۔ سکھ ترک وطن کر کے بھارت چلے گئے مگر ہم جی جان سے ان کے استھانوں اور گوردواروں کی حفاظت کر رہے ہیں۔ ایڈوانی، بھارت سے آئے اور کٹاس میں اپنے مندروں کو اپنی آنکھوں سے اچھی حالت میں دیکھ گئے اور ان میں پوجا پاٹھ کر گئے مگر یہی ایڈوانی ہماری بابری مسجد منہدم کرانے میں پیش پیش تھے۔ اس انہدام سے جو زِجرت وگرانی ہمارے دل پر گزری وہ صرف ہم ہی جانتے ہیں۔ اس لئے بحیثیت مسلمان ہم معابد کے تقدس کو ہر قیمت پر برقرار رکھنے کی پالیسی پر کاربند ہیں اور

ان معابد میں محوِ عبادت لوگوں پر دست تعدی دراز کرنے کے سخت مخالف ہیں۔لیکن ہم قادیانیوں کو یہ یاد دلانا چاہیں گے کہ ہم خود اپنی مساجد کے اندر اسی بے رحمانہ قتل کا شکار ہیں۔سوادِ اعظم خود بھی زخم چاٹ رہا ہے۔لوگوں کے دلوں سے خوفِ الٰہی جاتا رہا ہے۔اقلیت و اکثریت اس درد میں برابر کی شریک ہیں۔حتیٰ کہ نمازِ جنازہ تک کو معاف نہیں کیا جاتا۔اس لئے وہ اکثریت کو ذمہ دار نہ ٹھہرائیں کیونکہ اکثریت خود ستم دیدہ ہے۔

ہمارے نزدیک اس واقعہ کے وہ خود ذمہ دار ہیں یا پھر حکومت وقت!

یہ موقع مناسب ہے کہ ہم قادیانیوں کو آئینہ دکھائیں۔

اولاً: قائداعظم کی نمازِ جنازہ کا ترک آنجہانی سر ظفراللہ خان نے کیا۔اور کہا:

''یا مجھے اسلام ملک کا کافر وزیر خارجہ کہہ لو یا کافر ملک کا مسلمان وزیر خارجہ''۔

یوں قادیانیوں نے ہمیں پہلے کافر کہا اور ہم نے ۱۹۷۳ء کے آئین میں انہیں کافر لکھا۔ابتدا ان کی طرف سے ہوئی۔

ثانیاً: آدمؑ سے خاتم علیہ الصلوٰۃ والسلام تک ہر نبی کو بعض لوگوں نے مانا اور مسلمان کہلائے اور بعض نے ان کی تکذیب کی اور کافر کہلائے۔عقیدۂ ختم نبوت سے اسلام اور کفر کی نت نئی تقسیم ختم ہوئی ہے مگر مرزائے قادیان نے اپنی نبوت کے اعلان سے اسلام کے اندر یہ تفریق نئے سرے سے شروع کرادی۔

ثالثاً: انہوں نے حضرت خاتم النبیینؐ کے بعد ختم نبوت کا عقیدہ ترک کیا اور اپنا الگ نبی بنالیا تو وہ خود اس دائرہ اسلام سے نکل گئے۔جو عقیدۂ ختم نبوت کے گرد گھومتا ہے۔نئے نبی کی نبوت کے اقرار سے، پرانے نبی کی امت سے ان کا اخراج منطقی طور پر ہوا ہے۔

رابعاً: ہم اس دائرۂ اسلام کے اندر رہے، اس لئے ہم مسلمان رہے اور ان کے اجداد جنہوں نے مرزائے قادیان کو نبی مانا، وہ ارتداد کے مرتکب ہوئے۔موجودہ مرزائی ان مرتدین کی اولادیں ہیں پس وہ کافر ہیں۔وہ غیر مسلم یا کافر کا ٹائٹل لینے پر تیار نہیں ہیں مگر سر ظفراللہ خان ہمیں یہ ٹائٹل دے گئے ہیں۔جس طرح ہم نے برداشت کیا ہے، وہ بھی برداشت کریں اور آئین پاکستان کے تحت غیر مسلم اقلیت بن کر رہیں۔

خامساً: وہ مرزائے قادیان کو نبی مان کر پھر مسلمان کہلانے پر مصر ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں اسلام سے محبت ہے لیکن اسلام سیدنا و مولانا محمد ﷺ کی نبوت پر ختم ہو جاتا ہے۔اس سے آگے کفر کے سوا

کچھ نہیں۔ آخراس میں کیا مشکل ہے کہ وہ اپنے اجداد کی غلطی پر اڑ نہ جائیں اور واپس حضور اقدس ﷺ کی ختم نبوت پر آ جائیں۔ مرزائے قادیان کے دعوائے نبوت، مہدیت، مسیحیت، مجددیت وغیرہ کو مسترد کریں اور اسلام کے دامن رحمت میں آ کر پھر سے اکثریت میں مدغم ہو جائیں۔ آخر انہیں کیا مجبوری ہے کہ ضرور ہی ایک رذیل اقلیت بن کر جئییں۔

سادساً: ان کا نبی پنجابی تھا یا ہندی تھا۔ ہمارے نبی عربی ہیں۔ اسلام کا قرآن، حدیث پیغمبرؐ، اسلام کی اصطلاحات سب عربی ہیں۔ وہ اپنے اوپر ان کا استعمال نہ کیا کریں۔ وہ اپنی اصطلاحات اپنے پنجابی نبی یا ہندی نبی کی زبان میں نئے سرے سے وضع کریں اور استعمال کریں۔ وہ مرزا کی بیویوں کو ام المومنین اور اس پر ایمان لانے والوں کو ''صحابی'' کہہ کر اکثریت کو نہ چڑایا کریں۔

اہل پاکستان کی اپنی غیر مسلم اقلیتوں کے حق میں رواداری کی تاریخ بڑی شان دار ہے۔ آنجہانی جسٹس کارنیلیس عیسائی تھے اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کے چیف جسٹس ہو کر ریٹائر ہوئے مگر وہ عیسائی ہو کر، مسلمان ہونے کے مدعی نہ تھے۔ جناب جسٹس بھگوان داس سپریم کورٹ کے جج ہو کر ریٹائر ہو گئے۔ وہ ہندو تھے مگر کسی نے ان کے اس عہدہ پر اعتراض نہیں کیا تھا۔ ریٹائرمنٹ کے بعد، ان کو پبلک سروس کمیشن کا چیئرمین بنایا گیا تو کسی حلقہ سے ان کے خلاف آواز نہ اٹھی۔ ایک خالصہ سردار پاک آرمی میں کمیشن لے گیا تو کسی نے انگلی نہ اٹھائی مگر سکھ سردار نے کمیشن حاصل کرنے کیلئے سکھ کے طور پر ہی درخواست دی تھی۔ جبکہ مرزائی جھوٹے حلف نامے داخل کر کے سروسز میں عہدے حاصل کرتے ہیں اور کلیدی عہدوں پر فائز ہو جاتے ہیں۔ پاکستان کے ساتھ ان کی وفا کا یہ عالم ہے کہ اسرائیل میں ان کا مشن کام کر رہا ہے۔ جبکہ حکومت پاکستان اسرائیل کو تسلیم نہیں کرتی۔ وہ خود ہی کہیں کیا یہ غداری نہیں ہے؟

مرزائی، ہماری نیک صلاح مانیں اور مرزائی کہلائیں، احمدی نہ کہلائیں۔ قادیانی کہلائیں اور مسلمان نہ کہلائیں۔ اپنا نیا سسٹم وضع کریں اور دینِ قادیان پر اسلام کا لفظ چسپاں نہ کریں۔ دین اسلام، سیدنا و مولانا محمد ﷺ کی ختم نبوت پر قائم ہے۔ ختم نبوت کی ان کی ساری توجیہات مردود ہیں۔

ان کے اجداد، جو مرزائے قادیان پر ایمان لائے تھے، وہ مرتد تھے مگر موجودہ مرزائی مرتد نہیں صرف کافر ہیں اور کافر کو اسلام جینے کا حق دیتا ہے۔ وہ اسلام کی بیڑی سے اتر جائیں۔ اسی میں ان کا بھلا ہے۔ ہم

حکومت سے استدعا کریں گے کہ وزارت اقلیتی امور کے ذریعے اعلیٰ سروسز اور خصوصاً پاک آرمی میں بھرتی سے پہلے مسلمانوں کی تصدیق خود تحفظ ختم نبوت کی تنظیم سے کرایا کرے تاکہ مرزائی، بطور مرزائی سروسز میں، دیگر اقلیتوں کی طرح اپنا کوٹہ حاصل کیا کریں۔ اس سے مسلمانوں کے جذبات ٹھنڈے رہیں گے۔

بہرحال ہم اپنے مسلمان بھائیوں سے یہ ضرور التماس کریں گے کہ مرزائی اقلیت ہماری ذمہ داری میں ہے، یہ ذمہ داری، اسلام نے ہم پر عائد کی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اہل ذمہ کے حق میں رواداری سے کام لیں اور ان کے جان، مال اور آبرو کی حفاظت کیا کریں۔ لاہور میں ان کے مراکز پر حملے سے ہماری تاریخ داغدار ہوئی ہے۔ اس کا باعث حکومتی غیر ذمہ داری ہے۔ حکومت امتناع قادیانیت آرڈیننس کے تحت اس امر کی پابند ہے کہ مرزائیوں کو ان حدود کے اندر رکھے جو اس آرڈیننس میں متعین کی گئی ہیں لیکن حکومتی کوتاہی پھر کسی کو قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں دیتی۔ قانون ہاتھ میں لینے سے ہی دہشت گردی جنم لیتی ہے۔ مشرف، شوکت عزیز، طارق عظیم پر ہمیشہ مرزائیت کے الزامات لگتے رہے ہیں اور وہ جھوٹی بریت پیش کرتے رہے ہیں۔ مرزائی جھوٹ بولنے میں بڑے بے باک ہیں۔ جن لوگوں نے مرزائے قادیان کی جھوٹی نبوت کی تصدیق کی ہو، وہ سچ کیوں بولیں گے۔ موجودہ مرزائی اگر مرزائے قادیان کے صرف اس ایک جملہ پر ہی غور کر لیں تو توبہ کر سکتے ہیں۔ وہ اپنی تخلیق کے بارے میں لکھتا ہے: نقل کفر کفر نباشد

''پھر مجھ سے خدا نے رجولیت فرمائی اور میں سے، میں پیدا ہوا''۔

کوئی سعید و فکر انگیز لمحہ اگر ان کو میسر آ جائے تو وہ عکرمہ بن ابی جہل کے واقعہ توبہ اور قبول اسلام کو یاد کر لیں۔ عکرمہ، رئیس الاشرار ابوجہل کے بیٹے تھے۔ کافر ابن کافر تھے فتح مکہ کے دن انتہائی شرمندگی اور احساس مایوسی و ناکامی سے مغلوب ہو کر مکہ سے نکل گئے اور کسی ارض غریب میں جا بسنے کو کسی بحری جہاز پر سوار ہوئے۔ جہاز سمندر کے طوفان غضب میں پھنس کر ڈولنے لگا۔ ملاح اور اہل جہاز مدد کیلئے اللہ وحدہٗ لاشریک کو پکارنے لگے اور یہ یا ہبل کا نعرہ بلند کرنے لگے۔ ساتھی مسافروں اور ملاحوں نے کہا جہاز جب طوفان میں پھنستے ہیں تو ہبل مدد کو نہیں آتا بلکہ ایسے میں اللہ تعالیٰ ہی مدد کرتے ہیں۔ یہ جملہ اور لمحہ عکرمہ کی تقدیر بدل گیا۔ کہا، اگر یہی سچ ہے تو پھر محمد ﷺ سے کیا لڑائی ہے؟ بولے، مجھے اتار جاؤ! چنانچہ اترے۔ ساحل سے سیدھے، حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں آئے۔ توبہ کی، کلمہ پڑھا اور دامنِ اسلام پکڑ لیا۔ شرفِ صحابیت پایا اور سر پر رضی اللہ عنہ کا تاج سجایا۔

مرزائی بھی اگر کوئی ایسا سعید لمحہ پا سکیں تو مرقومہ بالا واقعہ اور مرزا کے محولہ بالا جملہ پر غور کریں تو ان کی ساری شقاوت و نکبت اور قسمت کی نحوست مبدّل بہ سعادت ہو سکتی ہے۔ ان میں بڑے بڑے پڑھے لکھے لوگ ہیں۔ اگر مرزا

کی ساری تحریروں میں سے صرف اسی ایک جملہ پر غور کرلیں تو وہ فوراً فیصلہ کرسکتے ہیں کہ یہ کلام کسی فاتر العقل شخص کے سوا کسی کا نہیں ہوسکتا۔ ''لُد'' کو لدھیانہ کہنا اور مینارِ مسیح کو اپنے دعوائے مسیحیت کے بعد خود تعمیر کرانا، کالے انجن (Looo Molisre Steam Engine) کو دجال کہنا، صلیب کو توڑنے کی توجیہ دنیا بھر میں اپنے مشنز سے کرنا، فتورِ عقل کے سوا اور کیا ہے؟ عکرمہ اور اسلام کے درمیان فاصلے بہت طویل تھے مگر ایک لمحہ سعید اور ایک جملہ فکر انگیز اس کی تقدیر کو بدل گیا اور ان سارے فاصلوں کو پاٹ گیا۔ وہ بھی اگر ہمت سے کام لیں اور مرزا کی تحاریر کو ایک بار پھر پڑھیں تو توبہ کے ہزار مقامات اور مفاہیم ان کے سامنے حاضر ہوں گے۔ ہم نہایت دردمندی اور اخلاص سے انہیں دعوتِ فکر دیتے ہیں۔ وہ مرزائیت کا قدیم لٹریچر ایک بار پھر پڑھیں اور تلاشِ حق کے واسطے خالی الذہن ہوکر ان افکارِ غیر عقلیہ کا مطالعہ کریں تو انہیں اپنے اجداد کے غلط فیصلے سے برأت کرلینے کے ہزار مواقع میسر ہوں گے۔ ہم جانتے ہیں وہ اپنے کفر کو اسلام کہتے ہیں جس سے اسلام سے ان کی محبت عیاں ہے پھر کیا مشکل ہے کہ وہ مرزا سے تبرا کریں اور اسلام سے تولیٰ؟

ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیائے کرامؑ کے اسمائے گرامی مفرد ہیں۔ مگر مرزائے قادیان کا نام مرکب ہے یعنی غلام احمد۔ اس تسمیہ کی ترکیب پر ہی اگر غور کرلیا جائے تو بھی مرزائے مذکور کے دعوائے نبوت کی تکذیب ہوتی ہے۔ نبی، اللہ کا ماذون نمائندہ ہوتا ہے۔ وہ صرف اللہ کا غلام ہوتا ہے۔ جیسا کہ محمد اعبدہ ورسولہ۔ ایک نبی کسی دوسرے نبی کا غلام نہیں ہوا کرتا۔ قادیانی، احمدی کہلانے پر مصر ہیں حالانکہ غلام احمد کی ترکیب میں گرامر کے لحاظ سے بھی وہ اپنی نسبت احمد سے نہیں جوڑ سکتے کیونکہ مرزائے قادیان احمد نہ تھے بلکہ احمد کے غلام تھے۔ یوں ان کی نسبت غلام سے جڑ سکتی ہے، احمد سے نہیں۔ غلام احمد، احمد نہ تھا تو وہ کیسے احمدی کہلا سکتے ہیں۔ اس ترکیب کے لحاظ سے وہ غلامی کہلا سکتے ہیں یا زیادہ سے زیادہ غلام احمدی بن سکتے ہیں۔ احمد تو ہرگز نہیں بن سکتے۔ یائے نسبتی کا اضافہ پورے اسم کے ساتھ ہوتا ہے۔ مرزا کا اسم غلام احمد تھا۔ یائے نسبتی کا اضافہ پورے اسم غلام احمد کے ساتھ ہوسکتا ہے اور غلام احمدی بن سکتا ہے۔ پھر وہ یہ بھی بتائیں کہ جب وہ احمدی کہلاتے ہیں تو اپنی نسبت غلام احمد قادیانی سے جوڑتے ہیں یا محمد مصطفیٰ ﷺ، احمد مجتبیٰ سے؟ اس کا جواب دو حال سے باہر نہیں ہے۔

الف: غلام احمد قادیانی سے جوڑتے ہیں تو پھر احمد مجتبیٰ سے خود ہی ناتہ توڑ لیتے ہیں اور خاتم النبیین کی ساری توجیہات وتصریحات اور تشریحات جو وہ کرتے ہیں، سراسر باطل اور مبنی پر نفاق ثابت ہوتی ہیں۔ یعنی حضور اقدس حضرت محمد ﷺ سے ظلی، بروزی، تکمیلی وغیرہ کی نسبت تو صرف اکثریت کے ڈر سے جوڑتے ہیں اور اندر سے وہ ان کی نبوت کا انکار کرتے اور مرزائے قادیان کو نبی مانتے ہیں۔ ان کا یہ انکار،

انکارِ ختم نبوت ہی نہیں بلکہ انکارِ نبوت محمدیہ بھی ہے۔

وہ احمد کہلا کر احمدِ مجتبیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نسبت جوڑتے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو بھی مرزا کو نبی مان کر یہ نسبت جڑ ہی نہیں سکتی۔ مرزائے قادیان کو نبی ماننے کیلئے انہوں نے احمد مجتبیٰ کی ختم نبوت کا انکار کیا بلکہ ان کی نبوت کا بھی انکار کیا اور نیا نبی بنالیا تو اب نسبت نئے نبی سے ہی جڑ سکتی ہے، پرانے نبی سے نہیں جڑ سکتی۔

اگر یہ لوگ کتب مرزا کا سنجیدگی سے مطالعہ کریں اور سرکار انگریزیہ سے ان کی وفا کا تذکرہ پڑھیں اور پھر ان کے سارے افکار پر فکر کریں تو دورانِ مطالعہ ان پر یہ احساس ہرگز نہ طاری ہوگا کہ وہ کسی نبی کا کلام یا آسمانی وحی کا مطالعہ کر رہے ہیں بلکہ ساری سنجیدگی ہوا ہو جائے گی اور پورا کلام مضحکہ خیز محسوس ہوگا اور لفظ لفظ پر ہنسی کے فوارے پھوٹتے جائیں گے۔

جہلم کی مختلف مساجد میں تبلیغی پروگرام

☆...... مورخہ 21 اپریل بروز بدھ جامع مسجد توحید اہل حدیث اعوان پور گاہوڑہ بعد نماز مغرب مولانا حافظ عبدالحمید عامر

☆...... مورخہ 22 اپریل بروز جمعرات جامع مسجد دارالسلام اہل حدیث بھیلووال بعد نماز عشاء مولانا قطب شاہ و مولانا فیض احمد بھٹی

☆...... مورخہ 24 اپریل بروز ہفتہ جامع مسجد اہل حدیث بعد نماز عشاء موضع خورد مولانا فیض احمد بھٹی

☆...... مورخہ 21 مئی بروز جمعۃ المبارک جامع مسجد اہل حدیث دینہ بعد نماز مغرب حضرت مولانا سید عبدالغفور شاہ

☆...... مورخہ 28 مئی بروز جمعۃ المبارک جامع مسجد علیا اہل حدیث سول لائن بعد نماز مغرب حضرت مولانا محمد عمر ربانی

☆...... مورخہ 4 جون بروز جمعۃ المبارک جامع مسجد العزیز اہل حدیث شاہی محلہ بعد نماز مغرب حضرت مولانا محمد اشرف اوکاڑوی

☆...... مورخہ 7 جون بروز سوموار جامع مسجد توحید اہل حدیث اعوان پور گاہوڑہ بعد نماز مغرب مولانا قطب شاہ

☆...... مورخہ 11 جون بروز جمعۃ المبارک جامع مسجد رحمت الٰہی اہل حدیث بلال ٹاؤن بعد نماز مغرب حضرت مولانا قاری محمد اعظم عارف

مرکزی جامع مسجد محمدی اہل حدیث محلہ قاسم پورہ ریلوے روڈ گجرات میں اہل حدیث کانفرنس

مورخہ 14 مئی بروز جمعۃ المبارک مرکزی جامع مسجد محمدی اہل حدیث محلہ قاسم پورہ ریلوے روڈ گجرات میں 29 ویں سالانہ کانفرنس زیر صدارت رئیس الجامعہ حافظ عبدالحمید عامر منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس کا اہتمام مرکزی جمعیت اہل حدیث گجرات کے ممتاز رہنما مولانا سید الطاف الرحمٰن شاہ فاضل مدینہ یونیورسٹی نے کیا۔ ان کی معاونت سید ثناء اللہ شاہ آف رانیوال سیداں نے کی۔ کانفرنس سے مولانا رانا محمد شفیق خان پسروری، قاری خالد مجاہد آف پتوکی، مولانا عبدالباسط شیخوپوری اور حافظ عبدالستار حامد نے خطاب کیا۔ قاری عبدالوہاب صدیقی نے حمد و نعت پیش کی جبکہ 14 مئی کا خطبہ جمعہ قاری عصمت اللہ ظہیر آف قلعہ دیدار سنگھ نے ارشاد فرمایا۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض حافظ احمد حقیق نے سرانجام دیئے۔ کانفرنس ہر لحاظ سے کامیاب رہی۔ جس میں گجرات شہر اور ضلع بھر سے کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔